Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

از عدالتِ عظمیٰ

گھن شیام داس گپتا ودیگر

بنام

اننت کمار سنہا ودیگران

تاریخ فیصلہ: 17 ستمبر، 1991

[للت موہن شرما اور جے ایس ورما، جسٹس صاحبان۔]

آئین ہند 1950: آرٹیکل 226-کا دائرہ کار-دائرہ اختیار-کا استعمال-کیا متبادل دادرسائی دستیاب ہونے پر جائز ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی، 1908: آرڈر XXI، قواعد 97-106-ڈگری کا نفاذ-چاہے تیسرا فریق، دعویدار اعتراض کنندہ، دادرسائی کا حقدار ہو۔

اپیل کنندگان، زیر بحث احاطے کے مالکان نے کرایہ دار، مدعا علیہ نمبر 7 کے خلاف بے دخلی کی ڈگری حاصل کی۔ جب ڈگری عدالت عالیہ کے سامنے چیلنج کے تحت تھی، مدعا علیہ نمبر 1 سے 5 نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کیا، یہ دعوی کرتے ہوئے کہ مشترکہ ہندو کنبہ کے رکن ہونے کے ناطے، مدعا علیہ نمبر 7 کے والد کے ساتھ، وہ اپیل گزاروں کے تحت اپنے حق میں کرایہ دار تھے اور ڈگری کے پابند نہیں تھے، کیونکہ وہ بے دخلی کے معاملے میں فریق نہیں تھے۔ اپیل گزاروں نے مدعا علیہ نمبر 1 سے 5 کے آزاد حق کے دعوے کی تردید کی اور الزام لگایا کہ بعد میں انہیں مدعا علیہ نمبر 7 کے ذریعے ذیلی کرایہ دار کے طور پر احاطے میں شامل کیا گیا تھا۔

عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ چونکہ دعویٰ علیہ نمبر 1 سے 5 کے دعوے کی جانچ نہیں کی گئی اور مقدمے میں فیصلہ نہیں کیا گیا اور ڈگری صرف دعویٰ علیہ نمبر 7 کے خلاف منظور کی گئی تھی، اس لیے انہیں احاطے سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا۔

مکان مالک اپیل کنندگان کی طرف سے پیش کردہ اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت،

قرار دیا گیا کہ: 1.1 آرٹیکل 226 کے تحت فراہم کردہ دادرسائی کا مقصد دیوانی عدالت کے سامنے راحت حاصل کرنے کے طریقوں کو ختم کرنا یا اس طرح کے اقدامات میں قانونی طور پر کھلے

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دفاع سے انکار کرنا نہیں ہے۔ رٹ مسل طلبی جاری کرنے کا دائرہ اختیار نگران نوعیت کا ہے اور اس کا مقصد اپیلٹ کورٹ جیسی غلطیوں کو درست کرنا نہیں ہے۔

ریاست آندھرا پردیش بنام چترا وینکٹ راؤ، [1976] 1 ایس سی آر 521 ؛ تھان سنگھ نتھمل و دیگران بنام اے مزید، [1964] 6 ایس سی آر 654 اور ایم نینا محمد بنام کے اے نٹراجن و دیگران، [1976] 1 ایس سی آر 102، پر انحصار کیا۔

1.2 مجموعہ ضابطہ دیوانی میں کسی ڈگری کے تمام پہلوؤں میں عمل درآمد سے نمٹنے کے لیے وسیع اور مکمل توضیعات شامل ہیں۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر XXI کے متعدد قواعد مختلف حالات کا خیال رکھتے ہیں، جو نہ صرف فیصلے کے قرض دہندگان اور ڈگری داراں بلکہ دعویدار اعتراض کرنے والوں کو بھی موثر علاج فراہم کرتے ہیں۔ کسی غیر معمولی معاملے میں، جہاں توضیعات کو کسی متاثرہ فریق کو مناسب پیمائش اور مناسب وقت میں راحت دینے سے قاصر قرار دیا جاتا ہے، جواب دیوانی عدالت میں باقاعدہ دعویٰ ہوتا ہے۔ ضابطے کے تحت داد رسائی اعلیٰ عدالتی معیار کا ہوتا ہے جو عام طور پر دوسرے قوانین کے تحت دستیاب ہوتا ہے، اور جج، جسے خصوصی طور پر انصاف کا انتظام سونپا جاتا ہے، سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ بہتر کام کرے گا۔ اس لیے ایسا مقدمہ تلاش کرنا مشکل ہوگا جہاں فیصلے کے مقروض یا دعویدار اعتراض کنندہ کو راحت دینے کے لیے رٹ کے دائرہ اختیار میں مداخلت کو جائز قرار دیا جا سکے۔ آرڈر XXI کے قواعد 97 سے 106 میں فریقین کی قیادت میں شواہد کی بنیاد پر سوالات کا تعین کرنے کا تصور کیا گیا ہے اور 1976 کی ترمیم کے بعد، فیصلے کو ڈگری کی طرح اپیل کے قابل بنا دیا گیا ہے۔

1.3 فوری معاملے میں، فریقین کے درمیان تنازعہ پر فیصلہ سنانا اور جواب دہندہ نمبر 1 سے 7 کے قبضے کی نوعیت پر ایک نتیجہ ریکارڈ کرنا ضروری تھا، اس بات پر غور کرنے سے پہلے کہ آیا ڈگری ان کے خلاف قابل عمل ہے یا نہیں اور ایسا نہ کرنے کے بعد، عدالت عالیہ نے ان کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کی اجازت دینے میں قانونی طور پر سنگین غلطی کی ہے۔ متدعویہ معاملے پر فیصلہ فریقین کی قیادت میں ہونے والے شواہد پر غور کرنے پر منحصر تھا، اور رٹ کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے، عدالت عالیہ سے اس سوال میں جانے کی توقع نہیں کی جاتی تھی اور اسے اہلیت پر فیصلہ نہیں لینا چاہیے تھا، اور اسے دیوانی کورٹ کے سامنے متبادل داد رسائی کی بنیاد پر خصوصی دائرہ اختیار کا استعمال کرنے سے انکار کرنا چاہیے تھا۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اپیلیٹ دیوانی کادائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 3656، سال 1991۔

مورخہ 5.12.1988 کو ہائی کورٹ الہ آباد کی جانب سے سول متفرق رٹ پٹیشن نمبر 1695، سال 1986 میں دیا گیا فیصلہ اور حکم۔

اپیل گزاروں کے لیے او پی رانا اور گریش چندر۔

جواب دہندگان کے لیے بی ڈی اگروال اور آر ڈی اپادھیائے۔

عدالت کا فیصلہ شرما کے ذریعے دیا گیا، جے۔ اجازت دی جاتی ہے۔

2. یہ اپیل الہ آباد عدالت عالیہ کے فیصلے کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جس میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت مدعاعلیہان نمبر 1 سے 5 کی رٹ پٹیشن کو اجازت دی گئی ہے، اور ہدایت دی گئی ہے کہ انہیں عدالتِ خفیفہ، الہ آباد کی طرف سے منظور کردہ بے دخلی کی ڈگری کے مطابق متنازعہ احاطے سے بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ فیصلے کے لیے جو بنیادی سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا مقدمے کے حقائق اور حالات میں عدالت عالیہ کو آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت رٹ پٹیشن پر غور کرنے اور متنازعہ ہدایت جاری کرنے کے لیے آگے بڑھنے میں جائز قرار دیا گیا تھا۔

3. اپیل گزار اس احاطے کے مالک ہیں جو ان کے معاملے کے مطابق ڈاکٹر کے سی سنہا کے قبضے میں کرایہ دار کے طور پر تھا۔ ان کی موت کے بعد ان کے بیٹے پربھاس کمار سنہا، مدعا علیہ نمبر 7، قبضے میں رہے۔ رٹ درخواست گزار- مدعاعلیہان ڈاکٹر کے سی سنہا کے بھائیوں کے بیٹے ہیں، اور ان کے معاملے کے مطابق وہ ڈاکٹر کے سی سنہا کے ساتھ مشترکہ ہندو کنبہ کے رکن ہونے کی وجہ سے اپیل گزاروں کے تحت اپنے حق میں کرایہ دار ہیں۔ اپیل گزاروں کا معاملہ یہ ہے کہ انہیں بعد میں پربھاس کمار سنہانے ذیلی کرایہ دار کے طور پر احاطے میں شامل کیا اور انہیں کوئی آزاد حق حاصل نہیں تھا۔

4. چھوٹی وجوہات کی عدالت میں بے دخلی کا دعویٰ اپیل گزاروں نے پربھاس کمار سنہا کے خلاف ان کی بے دخلی کے لیے دائر کیا تھا، بغیر رٹ درخواست گزاروں کو شامل کیے، اور اس میں منظور کی گئی ڈگری کو فیصلے کے مقروض پربھاس کمار سنہانے عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی میں چیلنج کیا ہے۔ اس پس منظر میں جواب دہندگان نمبر 1 سے 5 نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کرتے ہوئے دعوی کیا کہ وہ بے دخلی کے معاملے میں فریق نہ ہونے کی وجہ سے ڈگری کے پابند نہیں ہیں۔

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

5. اپیل گزاروں نے رٹ درخواست گزاروں کے کرایہ داروں کے طور پر آزاد حق کے دعوے سے انکار کی حمایت میں، معاون حقائق اور حالات کی تفصیل سے استدعا کرتے ہوئے الزام لگایا کہ رٹ درخواست گزاروں نے جان بوجھ کر اس حقیقت کو چھپایا ہے کہ وہ مکان مالک کے حق میں احاطے کو رہائی کے لیے رینٹ ایکٹ کی توضیعات کے تحت فوری طور پر پچھلے کیس میں فریق تھے اور یہ کہ رہائی کا حکم بالآخر تفویض شدہ اتھارٹی نے ان کے اعتراض کو مسترد کرتے ہوئے دیا تھا۔

6. عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا ہے کہ چونکہ رٹ درخواست گزاروں کے دعوے کی جانچ نہیں کی گئی اور دعویٰ میں فیصلہ نہیں کیا گیا اور صرف پربھاس کمار سنہا کے خلاف ڈگری منظور کی گئی تھی، اس لیے انہیں اس وقت تک احاطے سے بے دخل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ ان کے خلاف واضح طور پر ڈگری منظور نہ کی جائے۔ یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ اپیل گزاروں کو رٹ درخواست گزاروں کے خلاف دعویٰ دائر کرنے کے لیے آگے بڑھنا چاہیے اور اگر وہ انہیں باہر نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان کے خلاف ڈگری حاصل کرنی چاہیے۔

7. یہ دعوی کیا گیا ہے، اور ہمارے خیال میں درست ہے کہ اگر رٹ درخواست گزاروں کے اپنے حق میں کرایہ دار کے طور پر احاطے پر قبضہ کرنے کے دعوے کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور انہیں پربھاس کمار سنہا یا ان کے والد ڈاکٹر کے سی سنہا نے شامل کیا ہے، تو وہ موجودہ ڈگری پر عمل درآمد میں بے دخل ہونے کے جوابدہ ہیں۔ لہذا، فریقین کے درمیان تنازعہ پر فیصلہ سنانا اور رٹ درخواست گزاروں کے قبضے کی نوعیت پر ایک نتیجہ ریکارڈ کرنا ضروری تھا، اس بات پر غور کرنے سے پہلے کہ آیا ڈگری ان کے خلاف قابل عمل ہے یا نہیں، اور ایسا نہ کرنے کے بعد، عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے کے ذریعے رٹ پٹیشن کی اجازت دینے میں قانون میں سنگین غلطی کی ہے۔ متدعویہ معاملے پر فیصلہ فریقین کی قیادت میں ہونے والے شواہد پر غور کرنے پر منحصر تھا، اور رٹ کے دائرہ اختیار کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ سے اس سوال میں جانے کی توقع نہیں کی جاتی تھی۔ ان حالات میں، عدالت کو قابلیت کی بنیاد پر رٹ پٹیشن کو نمٹانے سے انکار کرنا چاہیے تھا، اور رٹ درخواست گزاروں کو دیوانی عدالت کے سامنے داد رسائی سے فائدہ اٹھانے کے لیے چھوڑ دینا چاہیے تھا۔ فیصلے میں غلطی جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے، درخواست پر غور کرنے میں ابتدائی غلطی کا نتیجہ تھی۔

8. یہ اصول کہ عدالت عالیہ کو آرٹیکل 226 کے تحت اپنے خصوصی دائرہ اختیار کا استعمال کب کرنا چاہیے اور متبادل داد رسائی کی دستیابی کی بنیاد پر ایسا کرنے سے کب انکار کرنا چاہیے، مقدمات کی ایک لمبی قطار کے ذریعے طے کیا گیا ہے۔ آرٹیکل 226 کے تحت فراہم کردہ داد رسائی کا مقصد

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

دیوانی عدالت کے سامنے راحت حاصل کرنے کے طریقوں کو ختم کرنا یا اس طرح کے اقدامات میں قانونی طور پر کھلے دفاع سے انکار کرنا نہیں ہے۔ جیسا کہ ریاست آندھرا پردیش بنام چترا وینکٹ راؤ [1976] 1 ایس سی آر 521 میں مشاہدہ کیا گیا تھا کہ رٹ مسل طلبی جاری کرنے کا دائرہ اختیار نگران نوعیت کا ہے اور اس کا مقصد اپیلٹ عدالت جیسی غلطیوں کو درست کرنا نہیں ہے۔ تھان سنگھ نتھمل و دیگران بنام اے مزید [1964] 6 ایس سی آر 654 میں سیلز ٹیکس ادا کرنے کی ذمہ داری سے متعلق ایک مقدمہ، اپیل گزاروں نے سیلز ٹیکس ایکٹ کے تحت قانونی علاج پر عمل کیے بغیر، آرٹیکل 226 کے تحت اس بنیاد پر عدالت عالیہ کا رخ کیا کہ یہ ایکٹ اختیار سے باہر تھا۔ چیلنج کو مسترد کر دیا گیا۔ ایک اور دلیل، یعنی، کہ کمشنر کا یہ نتیجہ کہ معاہدہ کے وقت سامان دراصل ریاست کے اندر تھا، کسی ثبوت پر مبنی نہیں تھا اور خالصتاً قیاس آرائی پر مبنی تھا، بھی اٹھایا گیا۔ یہ بنیاد بھی عدالت عالیہ کے سامنے ناکام ہو گئی اور رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا گیا۔ فیصلے کی منظوری دیتے ہوئے، اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ اگر اپیل کنندگان نے ایکٹ کے تحت قانونی دادرسائی کو برقرار رکھا ہوتا اور سوال عدالت عالیہ کو بھیجا جاتا، تو عدالت 'کمشنر کو مناسب مشورہ دے سکتی تھی، لیکن ایسا نہ کرنے کے بعد، عدالت عالیہ کو حقیقت یا قانون کے سوال پر بھی کمشنر کے فیصلے پر اپیلٹ عدالت کا کردار سنبھالنے کے لیے نہیں کہا جا سکتا تھا۔ ایک بار پھر جب عدالت عالیہ کے ایک فاضل سنگل جج اور اپیل پر ایک ڈویژن بنچ نے موٹر وہیکل ایکٹ کے تحت گاڑی چلانے کا اجازت نامہ دینے کے سلسلے میں ایک حکم کی درستگی کا نظر ثانی لینے کے لیے پیش قدمی کی، تو اس عدالت نے ایم نینا محمد بنام کے اے نٹراجن و دیگران، [1976] 1 ایس سی آر 102 میں مشاہدہ کیا کہ آرٹیکل 226 کے تحت اختیار نگران نوعیت کا ہے اور دونوں سطحوں کے جج نادانستہ طور پر ایک قسم کی اپیلٹ ریویو کرنے کی لطیف لیکن مہلک غلطی میں پھنس گئے تھے۔ جہاں تک کسی ڈگری کے نفاذ کے سوال کا تعلق ہے، مجموعہ ضابطہ دیوانی میں اس کے تمام پہلوؤں سے نمٹنے کے لیے وسیع اور مکمل توضیعات شامل ہیں۔ ضابطہ اخلاق کے آرڈر XXI کے متعدد قواعد مختلف حالات کا خیال رکھتے ہیں، جو نہ صرف فیصلہ کن قرض دہندگان اور ڈگری داران بلکہ دعویدار اعتراض کرنے والوں کو بھی موثر دادرسائی فراہم کرتے ہیں۔ کسی غیر معمولی معاملے میں، جہاں توضیعات کو کسی متاثرہ فریق کو مناسب پیمائش اور مناسب وقت میں راحت دینے سے قاصر قرار دیا جاتا ہے، جواب دیوانی عدالت میں باقاعدہ دعویٰ ہوتا ہے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے تحت دادرسائی اعلی عدالتی معیار کا ہوتا ہے جو عام طور پر دوسرے قوانین کے تحت دستیاب ہوتا ہے، اور جج کو خصوصی طور پر انصاف کے انتظام کا کام سونپا جاتا ہے، اس سے بہتر کارکردگی کی توقع کی جاتی ہے۔ اس لیے ایسا مقدمہ تلاش کرنا مشکل ہو گا جہاں فیصلے کے مقروض یا دعویدار اعتراض کنندہ کو

Basharat Saleem
2025.06.27 13:55
I attest to the accuracy and
integrity of this document

راحت دینے کے لیے رٹ کے دائرہ اختیار میں مداخلت کو جائز قرار دیا جا سکے۔ آرڈر XXI کے قواعد 97 سے 106 میں سوالات کا تصور کیا گیا ہے جیسا کہ موجودہ اپیل میں فریقین کی قیادت میں ہونے والے شواہد کی بنیاد پر طے کیا جاتا ہے اور 1976 کی ترمیم کے بعد، فیصلے کو ڈگری کی طرح اپیل کے قابل بنا دیا گیا ہے۔ لہذا، موجودہ معاملے میں عدالت عالیہ کو قابلیت پر رٹ پٹیشن کے فیصلے پر عمل شروع نہیں کرنا چاہیے تھا، اور اسے دیوانی کورٹ کے سامنے متبادل داد رسائی کی بنیاد پر اپنے خصوصی دائرہ اختیار کو استعمال کرنے سے انکار کرنا چاہیے تھا۔

9. ہم، اس کے مطابق، متنازعہ فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور فریقین کے حریف مقدمات کی خوبیوں کی جانچ پڑتال کے بغیر جواب دہندگان کی رٹ پٹیشن کو مسترد کرتے ہیں۔ اپیل کی اجازت اخراجات کے ساتھ دی جاتی ہے، جس کا مشخصہ 2000 روپے لگایا جاتا ہے۔

اپیل منظور کی گئی۔